

سورة المدثر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سُورَةُ الْمَدْثُرِ كَيْفَ تَرَى وَهِيَ سَرِيرٌ وَمَقْصُونٌ أَيْمَانٌ وَفِيمَا كَوَافِعُكَ
سُورَةُ الْمَدْثُرِ مِنْ نَازِلٍ هُوَ إِلَهُكَ يُصْبِنُ أَيْمَانَكَ مَوْكِعُكَ

سُورَةُ الْمَدْثُرِ الْحَمْنُ الْسَّجِيلُ

شروع اشرک نام سے جو بعد مہربان نہیات رام والا ہے

يَا إِيَّاهَا الْمَدْثُرِ فَمَنْ قَاتَنْزِرٌ وَرَأَيَاقْ قَلْكِلٌ وَثَيَابَكْ قَطْلَهُرٌ
اسے بخات میں پختہ والے کھڑا پوچھ دوڑنے سے اور اپنے کپڑے پاک رکھ
اور سماں کر کہاں کرے اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور اپنے کپڑے پاک رکھ

وَالرَّجَرْ قَاهِيجِرٌ وَلَأَتَمَانْ تَسْكِلَهُرٌ وَلَرَيَاقْ قَاصِيلٌ فَإِذَا
اور سکنی سے دور رہ اور سماں کر کہاں کرے اور اپنے کپڑے پاک رکھ سے اسید رکھ پھر جب
یَعْرَفُ فِي التَّاقُورِ فَلِلَّا يَوْمَ عَسِيرٌ عَلَى الْكَفَرِينَ غَيْرُ
بیکھڑے کھو کری جیز پھر وہ اس دن مشکل دن سے اس دن مشکل دن سے

يَسِيرٌ ذَرْنِي وَمَنْ حَلَقْتُ وَحِيلٌ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا
آسان پھر وہ سے بخات کو اور اس کو میں فتح بایا انجا اور دیا میں لے اس کو مال

قَمْلُودَهٌ وَبَنَينْ شَهُودَهٌ وَمَهَدَتْ لَهُ تَهِيدَهٌ تَحْرِيظَمْ
بیکھڑے اور بیٹے بیسن بن تینچہ والے اور تیاری کردی اسکے لئے خوب تیاری پھر رکھتا ہے
أَنْ أَزِيدَهٌ كَلَادَهِ لَتَهُ كَانَ لَإِيَّنَنَاعِيدَهٌ سَارُهَقَهُ صَعُودَهٌ

کے اور سکنی دوں پھر جسیں وہ ہے بماری آئیں کا بخات اب اس سے جرڑھاؤں کا بڑی پڑھائی
إِنَّهُ قَكْرَ وَقَدَرٌ فَقَتِيلَ كَيْفَ قَلَرٌ ثُمَّ قَتِيلَ كَيْفَ قَدَرٌ
اس کے لئے فکر کیا اور دل میں ختم رایا سوا راجا گیر کیسا صابریا

لَهُ نَظَرٌ ثُمَّ عَسِ وَبَسَرٌ ثُمَّ أَدْبَرَ وَأَسْتَكَبَرٌ فَقَالَ إِنْ
پھر بیگاہ کی پھر تیر دری پڑھائی اور منہ تھشاہیا پھر پیٹھ پھری اور غرور کیا۔ پھر بولا اور

۵۶۱: ۴۳ سورۃ المدثر جلد ششم

هَذَا إِنَّهُ سَحْرٌ يُوَزِّرُ ۝ إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَاحِلِيُّو سَقْرٌ ۝
کھنیں یہ جادو ہے پھلا آتا اور بکھنیں یہ کھا ہوا ہے آدمی کا اب اس کوڑاون گا اگ میں
وَمَا أَدْرِيكَ مَا سَقْرٌ ۝ لَا يَبْقِي وَلَا تَنْزِرٌ ۝ لَوَاحَةٌ لِلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا
اور تو کیا بھائی ہے وہ آگ سباقی رخیم اور رچھوئے جلا دینے والی ہے آدمیوں کو اس پر
سِعَتْ تَعْشِرٌ ۝ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ الْأَمْلَكَهُ مِنْ قَمَّا جَعَلْنَا
قریبیں انیس فرشتے اور تم نے بور کھنے میں دوڑنے پر داروں دو فرشتے ہیں اور ان کی جو
عَلَيْهِ تَهْمَرُ الْأَفْتَنَةُ لِلَّذِينَ لَقَرُوا لِلْيَسِيْقَنَ الْذِينَ أَوْتُوا الْكِتَبَ وَ
عَنْهُ رَحْمَى ہے سوچا گئے کو منکروں کے شاکر یقین کریں وہ لوگ جن کو ملی ہے کتاب اور
بِرْدَادَ اللَّهِيْنَ أَمْنَوْا إِيمَانًا وَلَكِرْتَابَ الْذِينَ أَوْتُوا الْكِتَبَ وَالْمُؤْمِنُونَ
برٹھے یہانہ اون کا ایمان اور ہوشکار کھانیں جن کو ملی ہے اس کتاب اور سلام
وَلَيَقُولُ الَّذِينَ فِي قَوْلَهُمْ مَرْضٌ وَالْكَفَرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهِمْ
اور سماں کہیں وہ لوگ رخنے کے دل میں روک ہے اور منکر کی غرض کی انشا کو اس مثل
مَثَلًا كَذَلِكَ يُؤْنِلِ اللَّهُ مِنْ يَتَشَاءُ وَهَدْيُ مِنْ يَتَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ
یوں یہاں اپنے بھائی ہے انشا جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور کوئی نہیں جانتا
جَنْوُدَرَيَكَ الْأَهْوَاطُ وَمَا هِيَ الْأَذْكُرِي لِلْبَشَرِ ۝ كَلَ وَالْقَمَرُ وَالْأَيْلَنُ
یہ رے اپ کے طبق کو محروم ہے اور وہ تو سمجھا ہے لوگوں کے داٹے پڑھتا ہوں اور تم کو جانتی اور رات کی
رَأْدَدَبَرٌ وَالصَّبَرَرَادَدَأَسْفَرٌ إِنَّهَا لِأَحْدَادِي الْكَبِيرِ ۝ نَذِيرًا
جب پھر پھرے اور سعی کی جب روشن ہو دے وہ اپنے ہے بڑی جیزوں میں کی دوڑنے والی ہے
لَلْبَشَرِ ۝ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ يَعْمَلُ
لوگوں کو جو کوئی چاہے تم میں کے کم بڑھے یا بچھے رہے اور اپنے کے
كَسْبَتْ رَهِيْنَةً ۝ إِنَّهَا أَصْحَابُ الْيَوْمَيْنِ ۝ فِي جَلَتْ يَنْسَابُونَ
کا مول میں بھضا ہوا ہے سکر داہی طوف رائے باخون میں میں بل کر پوچھتے ہیں
عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقْرٍ ۝ قَالُوا أَنْتُنَكُمْ مِنَ الْمُصَلِّيِنَ ۝
گھنگاروں کا حال تم کا ہے سے جا بڑے دوڑنے میں وہ بولے ہم نہ سخت نہ زار پڑھتے
وَلَمْ نَكْ نَطِعْ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخْوَضُ مَمَّا لَحَاظَيْنِ ۝ وَكُنَّا
اور نہ تھے کھانا کھلاتے ہمات کو اور تم تھے باقیوں میں دھستے دھستے والوں کے ساتھ اور تم تھے

نُذِرْنَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤﴾ **حَتَّىٰ أَتَنَا الْيَقِينَ** ﴿٥﴾ **فَمَا تَنَعَّمُ هُمْ شَفَاعَةٌ**

بیان اپنے انساف کے دل کو بھاٹک کر آپنی ہم بر وہ یقینی بات پھر کام نہ آئے میں اپنے سفارش
الشَّفَاعَةِ ﴿٦﴾ **فَمَا كَاهُمْ مُهْرَبُونَ** ﴿٧﴾ **عَنِ التَّذَكُّرِ** معرضین ﴿٨﴾ **كَأَعْمَمْ هُمْ مُهْرَبُونَ** ﴿٩﴾
سفارش کرنے والوں کی پھر کیا ہوا ہے ان کو کہ بصیرت سے منہ موڑتے ہیں گیا کہ وہ گدستے ہیں یہ کہتے والے
قُرْبَتْ مِنْ قُسُورٍ ﴿١٠﴾ **بَلْ يُرِيدُنَّ مُكْلِمًا** امریٰ فی مُنْهَرٍ آنِ لُوقَتِ صُنْطَانًا
بھائیے میں میں بھائی سے بھائی پاٹھا ہے ہر ایک مرد انی میں کا کہ میں اس کو درج
قُنْثَرَةٍ ﴿١١﴾ **كَلَادَ بَلْ لَآيَنَافُونَ** الْأَخْرَةَ ﴿١٢﴾ **كَلَادَ لَآتَهُ تَنْكِرَةً** ﴿١٣﴾ **قَدْمَنَ**
چکھ ہوئے گرچہ نہیں پردہ ڈھنیں آخرت سے کوئی جیسی یہ توقعیت ہے پھر جو کوئی
شَاءَ ذَكْرَهُ ﴿١٤﴾ **وَوَيَدِنَ كُرُونَ لِإِلَٰهٖ آنِ يَشَاءُ اللَّهُ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ** اہلِ الْمُغْفِرَةِ ﴿١٥﴾
چاہے انسوں یاد کرے اور وہ یاد چھین کر جائے اثر، دہی ہے جس سے ڈرنا جائے اور وہی ہے بخش کے لائق

خلاصہ تفسیر

اسے پڑھنے میں پہنچے والے اُنھوں (یعنی اپنی جگہ سے اٹھو یا یہ کہ مستعد ہو جاؤ) پھر کام فروں کو مدد
(جو کہ مقتننا منصبِ بیوت کا ہے اور یہاں تبیشر یعنی جنت کی بیمارت کا اسلئے ذکر نہیں فرمایا کہ یہ آئیت
بالکل اپنادے نہوت کی ہے اس وقت باستثنائیک دو کے کوئی مسلمان نہیں تھا تو اندراہی انساب تھا
اور اپنے رب کی بڑا بیان کرو (کہ تبلیغ میں سب سے پہلی پیش تو حید ہے) اور (اگرچہ مصروفی اعمال
عقلاء و اخلاق کی تعلیم اپنے جیسے جیسے ہے جو خوبی عالم دہتا چاہیے کہ تبلیغ کے ساتھ اپنی اصلاح بھی مصروفی
ایک تو اپنے کچڑوں کو پاک رکھتے (یہ اعمال میں سے ہے اور چونکہ بالکل اپنادے میں نہاد یعنی اس سے
اس کا حکم نہیں ہوا) اور (دوسرے یہ کہ) ہتوں سے الگ رہو (جس طرح کہ اب تک الگ ہو۔ یہ عقائد میں
کوئی احتمال نہ تھا پھر بھی یہ حکم اس لئے دیا گی کہ عقیدتی تو حید کی اہمیت معلوم ہو کر مصروف کوئی باد جو دلتیل
نہ ہونے کے اس کی تعلیم کی جاتی ہے) اور کسی کو اس غرض سے مت دوکر (دوسرے وقت) زیادہ معاد و منہ
پا ہو (متعلق اخلاق کے ہے اور گواؤروں کے لئے یہ امر جائز ہے مگر خلاف اولی ہے جیسا سورہ روم کی آیت
وَمَا أَتَيْتُهُمْ مِنْ زِيَادَةٍ إِلَّا مَا كَانُوا يُشَرِّفُونَ میں یہیں ہے میکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرکت میں مبتلا ہونے کے
اس لئے اک پر اس کو سبی حرام کر دیا گیا کاف الرّاجح ولا حصر ان النّاهی للشّریود و انہ میں خواہدہ علیہ اللہ علیہ السلام
والسلام اور پھر اندازہ تبلیغ میں جو ایذا اپنی آؤے اس پر اپنے رب (کی خوشنوی) کے دامت صریح ہے (و)
خاص اخلاق متعلقہ بالتبایخ میں سے ہے پس یہ آئیں جائے ہو گئیں اصلاح اعمال و اخلاق کو اپنے لئے بھی

دوسروں کے لئے بھی) پھر (اس ڈرانے کے بعد جو کوئی ایمان نہ لادے اس کے لئے یہ عذر ہے کہ) جس
وقت صور پھیپھی کھا جاویگا سوہ و وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک جنت دن ہو گا جس میں ذرا آسانی شہوں کی
(اگرچہ بعض خاص کفار کا ذکر ہے یعنی) پھر کو اور اس شخص کو (اپنے اپنے حال پر) رہنے دو (کہ ہم اس نے شہ
لیں گے) جس کوئی نہیں نے (مال و اولاد خالی اور) اکیا پس اپاکیا (جیسا کہ پیدا ہونے کے وقت آدمی کے
پاس شہاں ہوتا ہے اور نہ اولاد، اور مراد اس سے دلید بن گیو ہے جو کہ اقتضیت معارف و مسائل کے تحت
آئے گا) اور اس کو کثرت سے مال دیا رہنے والے بیٹھے (دیئے) اور سب طرح کام سامان اس کے
لئے مہیا کر دیا پھر بھی (باد جو داوس کے اس مال و اولاد کا مشکر بجا شلا یا کہ ایمان لے آتا بلکہ اس نے
داوڑ کو براو کھران دیقدروی قیلی بھج کر) اس بات کی ہی موس رکھتا ہے کہ (اس کو) اور زیادہ دوں پر گز
(وہ زیادہ دینے کے قابل) نہیں (کیوں نہ کر) وہ ہماری آئیوں کا مخالفت ہے (اور خلافت کی ساتھ عدم قابلیت
ظاہر ہے (استدراج کا ماحلا) اس سے الگ ہے) اس شخص کی نہ ول آیت کے روٹے سے ظاہراً بھی ترقی بند ہو گئی
چنانچہ پھر نہ کوئی اولاد ہوئی اور نہ کچھ مال بڑھا۔ اور یہ سزا تو دینا میں ہے اور آخرت میں اس کو عنقرت ب
(یعنی اریکی بعد) دوزخ کے پہاڑ پر جو چھڑاں گا (حدیث ترمذی میں مرغ عطا ہے کہ صنور دوزخ میں ایک پہاڑ ہے
ستر بوس میں اس کی چوپی پر پہنچے گا پھر دہاں سے گریٹیکا پھر اسی طرح ہمیشہ جڑھے گا اور گریٹیکا اور وہ اس
نہ رکی دہی عناد ہے جو اور پر نکور ہوا اور آگے بھی اس کی کچھ تفصیل ہے وہ کہ) اس شخص نے (اس پارکیں)
سوچا (کہ قرآن کی شان میں کیا بات تجویز کروں) پھر (سوچ کر) ایک بات تجویز کی (جہکا میان آگے کہتا ہے) اسے
سواس پر خداکی مارنے کی بات تجویز کی (اد) پھر (کمر) اس پر خداکی مارنے کی بات تجویز کی (یعنی
مکر اس کی محنت مذمت اور خالل تجویز بات پر ہے یعنی کمی ہے جوڑ بات تجویز کی جسکا احتمال ہی نہیں
ہو سکتا) پھر (حاضرین کے چہر دل کو) دیکھا کہ وہ تجویز کی ہوئی بات ان کے کھلوں (ناک) کر
دیکھتے اتنے تجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت و اقصیاض ہے) اور زیادہ منہ بنیا پھر منہ پھر اور ذکر
ظاہر کریا (جیسا مادرت ہے کہ جس چیز کو قابل اعراض سمجھتے ہیں اسکا ذکر کرنے ہوئے بھی گردن پھر لیتھیں
اور انہما تصرف کرتے ہیں) پھر بولا کہ بس یہ وجاد ہے (جو اور دوں سے) شقوں (ہے) بس یہ تو اگر کسی کا کلام
(یہ بیان ہے اس تجویز مذکور کا، مطلب یہ کہ انہوں کا کلام نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے جس کو اپنے کی وجاد گرنسے نقل
کر دیتے ہیں، یا اک خود مصنفت ہیں لیکن یہ مصنفا میں مدعا میں سزا بیان نہوت سا بیان سے نقول ہیں اور اس سو
عبارت فوڈ بالشہرا پکے سحر کا اثر ہے۔ اگرچہ اس عناد کی سزا تفصیل افلاطی میں جیسا اور ساری قصہ، صنور دا
میں اچھا فرمایا تھا میں غذیلہ اسی میں حرم کا ذکر اور ساری قصہ میں سزا کا ذکر اجالا اور اسی کی تعریف دا
تفصیل ہے اور سا چھڈیجہ۔ سا چھڈیجہ کی تفصیل یعنی) میں اس کو جلدی دوزخ میں دخل کر دھما
اوہم کو کچھ بھر ہے کہ دوزخ یعنی چیز ہے (وہ ایسی ہے کہ) نہ تو (داخل ہونے کے بعد داخل ہونے

واللی کی کوئی چیز جلانے سے) باقی رہنے دیگی اور نہ (داخل ہونے کے قبل جو کفار اس وقت بامہ رہوں گے تاہم) سے کسی کو بغیر اپنے اندرون لے ہوئے چھوڑے گی (اور) وہ (جلالک) بدن کی حیثیت بجا رہی گی (اور) اس پر اُبیں فرشتے (جو اسے خازن ہیں نہیں ایک لک نام مالک ہے مقرر) ہوئے گے (جو کافروں کو انواع انعام عذاب دیں گے۔ حاصل یہ کہ فرشتے جن کی قوت معلوم ہے باوجود کہ انہیں کا ایک بھی تمام اہل جنم کی تعداد بیکے لئے کافی ہے پھر اُبیں فرشتوں کے مقرر دنے سے ظاہر ہے کہ غداب کا بہت ہی انتقام ہو گا اور نکتہ خاص اُبیں کے عدد میں حقیقت اشہر ہی کا علم ہے لیکن دوسرے حضرات نے جو دکر کیا ہے ان سب میں اقرب د ہے جو اشد نے اس حیرت کے دل میں الفارغ ریا ہے وہ یہ کہ اصل تدبیر کفار کی عقائد حقد کی مخالفت پر ہے اور عقائدِ قطبیہ جو عملیات کے متعلق نہیں حصہ تفصیل رسالہ فرمادیاں تو ہیں۔ ایمان لانا اشر تعالیٰ پر، اعتقاد رکھنا کہ عالم حداث ہے، ایمان لانا فرشتوں پر ایمان لانا اس کی سب کتابوں پر، ایمان لانا پیغمبر پر، ایمان لانا تقدیر پر، ایمان لانا تیامت کے دن پر، جنت کا یقین کرنا، دوزخ کا یقین کرنا، ابتدی اُبیں پیغمبر سب عقائد اُبیں کے ملحوظات و فروع ہیں۔ اور عقائدِ قطبیہ جو عملیات کے متعلق ہیں دنیا پیغمبر سب متعلق، یعنی ان کے وجوب کا عقائد ضروری ہے۔ وہ پانچ مأمورات جو شاہزاد اسلام ہیں یہ ہیں تلفظ بالشہادتین، اقامت صلوٰۃ، ایام رکوٰۃ، صوم رمضان، رحیم بیت اشہر۔ اور پانچ منہیات کے متعلق یعنی ان کی تحریم کا عقائد وجہ سے اور وہ پانچ منہیات جو کہ آئیت امتحان و خروج میں ذکر ہیں یہ ہیں۔ سرقہ، زنا، قتل، خصوصاً قتل اولاد، بہتان، عصیان فی المعرفت جس میں غیبت و ظلم تیکوں کا سال ناجائز طور کیا نا اور غیرہ سب آگیا پسیہ سب عقائد ملا کر اُبیں ہوئے شاید ایک ایک عقیدہ کے مقابلے میں ایک ایک فرشتہ معین ہو اور پھر کہ ان سب میں ایک عقیدہ سب سے بڑا ہے یعنی توحید اللہ اکٹے ان فرشتوں میں ہی ایک فرشتہ سب سے بڑا مقرر ہوا ہو یعنی مالک والاش اعلم بمسارہ اور (واس) آئیت کا مضمون ہے کہ جو کفار نے تسلیم کیا جس کا بیان مسافر کے تحت میں اکٹے کھا اس پر اگلے مضمون نمازیں ہوا کہا جنہیں دوزخ کے کارکن (آدمی نہیں بلکہ) صرف فرشتے بنائے ہیں (جن میں سے ایک ایک فرشتے میں تمام حن و انس کی برابر قوت ہے کن اف اللہ مرضعہ ولقطہ هکن الهم مثل تھۃ الشفلان) اور جنہیں جوان کی تعداد (ذکر و حکایت میں) صرف ایسی کمی ہے جو کافروں کی گراہی کا ذریعہ ہو (مراد اسکے اُبیں کا عدد ہے) تو اس لئے کہ یہ نتائج اس پر مرتب ہوں یعنی تاکہ اہل کتاب (مُسْتَحْسِنَةً کیسا نعم) یعنی کریمی اور ایمان دلوں کا ایمان اور موسمن شک نہ کریں اور مسکن کو خانہ جنم کو کوئی بھاری چیز ہے جو انسان کے لئے بڑا ڈالا ہے یعنی جم میں جو (خیکی طرف) اُبیں جائے اس کے لئے بھی یا جو دخیر سے یا چھپے اس کے لئے بھی (مطلوب یہ کہ جمیں ملکانہن کے لئے نہ ہے اور جو نکتہ نتائج اس اداز کے قیامت میں ظاہر رہوں گے اس لئے قسم ایسی چیزوں کی کھائی گئی جو قیامت کے بہت ہی مناسبیں تو خوار اُمان میں گے اور اگر اب ان کی تباہوں میں یہ عذر نہ ہو تو ممکن ہے کہ تباہوں کے ضائع اور حرف

ہونے سے ضائع ہو گیا ہو اور دوسری توجیہ یہ ہو گئی ہے کہ عداد ان کی کتاب میں نہ ہو لیکن وہ فرشتوں کی قوت کے قابل تھے اور بہت سے اُمور توقیفیہ ان کی تباہوں میں موجود تھے تو ان کے پاس کوئی بھی انکار کا نہ تھا پس یقین سے مراد عدم انکار عدم استہرا ہو گا لیکن ظاہر توجیہ اول ہے اور اہل ایمان کے ایمان کی زیارت کی بھی دو توجیہ ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ اہل کتاب کے استیغان کو دیکھ کر ان کا ایمان کیفیتی ہو جائے گا اپنے باوجود عدم اختلاط اہل کتاب کے دھی سایت کے موافق خبر دیتے ہیں ضروری بھی بھی نہیں۔ دوسری توجیہ یہ کہ جب کوئی مضمون نیا نازل ہوتا تھا اس پر ایمان لاتے تھے یہیں ایک فرد تصدیق کی اور بڑھی، اس سے بیشیت کیتے ایمان میں زیارتی ہوئی اور پُرستی کے تکمید کے لئے پڑھایا کہ ایشان ایشان یقین اور نیشک نہ فوں کی تصریح ہو جائے۔ اور مرض میں روانہ میں ایک تو شک کیوں کہ نہ ہو جو حق کے بعد بعض جاحد اور بخ ہوتے ہیں پیشہ متعدد ہوتے ہیں تو اہل مکہ میں بھی ایسے توک ہوں گے وہ سارے یہ مخفی خاتم تو اسیں پیشیں پیشی ہو گی کہ مدینہ میں منافق ہو گئے اور ان کا یہ توں ہو گا اور موتیں اور اہل کتاب کے ایشان و نیشک کو جو جدا اس نے فرمایا کہ اہل کتاب کا یقین و نیشک نہیں ہے اور موتیں کا شرعاً، اسکے فریقین کے حال پر بطور قدریں کے فرائیں ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس پاہ میں خاص پہاڑت کی اور کافروں کو اس پاہ میں خاص گراہ کیا) اسی طرح اشر تعالیٰ جو کہ چاہتا ہے اور میں کو چاہتا ہے ہدایت کر دیتا ہے اور اگر تھے پھر مضمون ساین کا کہ جنم کے خازن فرشتوں کا عد دہیں ایک خاص حکمت کی پناہ پر ہے وہ (دعا) تھا کہ عذاب کے لان، لکھوں (کی یعنی فرشتوں کی تعداد اس کثرت سے ہے کہ اس) کو بڑھ رہ کے کوئی نہیں جانتا (اگر وہ چاہتے تو یہ انتہا فرشتوں کو خازن بنا دیتے اور اب بھی گو خازن اُبیں ہیں مگر ان کے اور اعوان و انصار بہت کثرت سے ہیں پہنچانے پر حدیث مسلم میں ہے کہ جنم کو اس حال میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی ستر برقرار بائیگیں ہو گئی اور پر بیک کو ستر بردار فرشتے پکڑے ہو گئے) اور (جہاں مل متعصود ہے جنم کا حال بیان کرنے سے وہ عد دی کفات یا کثرت یا تعداد یا اکٹاف حکمت یا خصیص یا عزم اکٹاف پر کو قوت نہیں اور وہ اصل مقصود یہ ہے کہ) دوزخ (کا حال بیان کرنا) صرفت آدمیوں کی تسبیح کیلئے ہے (تکار و ماں کے غداب کوئی کرڈیں اور ایمان لادیں اور یہ مقصود کسی خاص خصوصیات پر مسخوت نہیں ہیں مقصنا عقل کا بھی بھی ہے کہ اصل مقصود کو محفوظاً دعویٰ کر کر ان بالائی امور کے پر نہ ہوں آگے جنم کی عقوبات کا کسی قدر بیان ہے جس میں ذکری للبشر کے اجمال کی تفصیل ہے پس ارشاد ہے کہ بالمقتضی قسم ہے چاند کی اور رات کی جب جائے لگے اور صبح کی جب روشن ہو جائے کہ دن بڑی بڑی بھاری چیز ہے جو انسان کے لئے بڑا ڈالا ہے یعنی جم میں جو (خیکی طرف) اُبیں جائے اس کے لئے بھی یا جو دخیر سے یا چھپے اس کے لئے بھی (مطلوب یہ کہ جمیں ملکانہن کے لئے نہ ہے اور جو نکتہ نتائج اس اداز کے قیامت میں ظاہر رہوں گے اس لئے قسم ایسی چیزوں کی کھائی گئی جو قیامت کے بہت ہی مناسبیں

چنانچہ قمر کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نہونہ اس عالم کے نشوونما اور پھر ضمحلائی و فنا کا ہے یہاں تک کہ چاند کے محاقع میں ہے فوجو جانے کی طرح یہ بھی خانی مغضون ہو جائے گا، اسی طرح اس عالم دنیا کو اس عالم آخرت کے ساتھ اختوار و الکشاں حقائق میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ۔ پس اس عالم کا ختم پہ جانا مشاپر دات گرد جائز کے ہے اور اس عالم کا طبودھ مشاپر استخار صبح کے ہے۔ آگے گوئی اور اہل دنیا کے بعض احوال کا بیان ہے یعنی پر شخص اپنے اعمال (کفر) کے بعد میں (دوزخ میں) بوجوہ کا

مکردا ہے واسے (یعنی تو منین جس کی تفصیل سورہ دا قدر میں گزری ہے اور چونکہ یہاں اصحاب الیمنین مقابل اصحاب الشال کے ہے اسلئے مقربین کو بھی شام ہے حاصل یہ کہ تو منین اس قید سے نہیں ہیں) کہ وہ بہشتوں میں ہو گئے (اور) مجرموں (یعنی کفار کا حال (خود ان کفار ہی سے) پوچھتے ہوں گے) اور لکھیت باہمی کلام کی باوجود اس بعد کے جو دوزخ اور جنت میں ہے۔ سورہ اعراف کی آیات و تناویں آمحلب الجھۃ: امحلب النازلۃ کی تفسیر میں گزری ہے اور یہ سوال زبردستیہ کے لئے ہو گا حاصل یہ کہ تو منین کفار سے پوچھیں گے کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا وہ کیمیں گے کہ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو (جس کا حق واجب تھا) کھانا کھلایا کرتے تھے اور (جو لوگ دین میں کے ابطال کے شغل میں رہتے تھے ان) مشغله میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھیلا (اس) مشغله (ابطال ہیں) میں رہا کرتے تھے اور قیامت کے دن کو جعلیاں کا تھے تھے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ہم کو مت آئیں (اور ہم ان فرکات سے باہر نہ یعنی خاتمه اسی نافرمانی پر ہوا اسوجہ سے ہم دوزخ میں آئے اور اس سے یہ لازم ہیں آتا کہ کفار مکافات بالفرفع یعنی نماز روزہ احکام شرعیہ کے ماءمور ہوں کیونکہ جہنم میں دو چیزیں ہو جی گی ایک مذاہب دوسراشدت مذاہب۔ پس مکن ہے کہ مجوس اعمال مذکورہ سبب ہو گوئے مذاہب اور ارشادت مذاہب کا اس طرح کہ کفر و شرک تو سبب ہوتے ہیں کا اور رکض صلوا وغیرہ سبب ہو گیا وہ تذییب کا اور کفار کے غیر مکافات بالفرفع ہونے کے معنی یہ کہ جائیں گے کہ ان فرفع پر ارض تذییب نہ ہو گی اور زیادہ تذییب اس نے ہو سکتی ہے کہ اقدول کے ضمن میں فروع بھی تباہی ہی جاتی ہے۔ اس نے ضمغہ مکافات ہوتا زیادی تک کا سبب ہے تاہے) سو (حالت مذکورہ میں) ایک مفاہش کرنے والوں کی مغارش نفع نہ دیگی (اور اس عدم نفع کا تحقیق عدم شفاعت کا تحقیق ہے ہو گایا کیونکہ اکافروں کی شفاعت ہی تک رسکے گا لقول تعالیٰ دنالاتا میں شافعین، آگے ان کے اعراض پر قرآن ہے کہ جب کفر و اعراض کی بدلت ان کی یہ گفت بنے والی ہے) تو ان کو کیا ہو اک اس تصحیح (قرآن) سے رہ گردانی کرتے ہیں کیونکہ وہ جسی لگھتے ہیں جو شیر سے بھاگے جا رہے ہیں (اس تشبیہ میں کمی امر کی رعایت ہے اقل تو گدھا بے وقوفی اور حماقت میں شہر ہو ہے دوسرے اسکو جسی فرض کیا جائے گا جس کو گورنر کہتے ہیں کہ وہ جو چیزیں ڈرتے کی نہیں ہوتیں ان سے بھی بلا وجہ ڈرتا اور بد کتابہ گاہ پر تیسرے شیر سے اسکا درخواض کیا کہ اس صورتیں ان کا بھاگنا

انتہار درجہ پر گا، اور اس بھائیگے کے اسباب میں ایک بدبی بھی ہے کہ یوگ اس قرآن کو نہ خود جھیت میں کافی نہیں کھجتے بلکہ ان میں پر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو تکھد ہوئے (آسمانی) فوختے دیتے جائیں (جیسا دو مشورہ میں قیادت سے مردی ہے کہ بھیتھ کفار نے اپتے سے کہا کہ اگر اپتے چاہتے ہیں کہ ہم آپتے کا ابتداء کر کریں تو خاص ہمارے نام آسمان سے ایسے نوشے کیمیں جن میں اکپ کے ابتداء کا حکم لکھا ہو امام وہن آنکھوںہ تعالیٰ تذکرہ علیتاً کہتا نظر ٹوڈا اور منتشرہ کا بڑھانا تو پصہ مقصود کے لئے ہے یعنی جیسے سہولی خط ہوتے ہیں کہ کھوئے جاتے ہیں اور پڑھے جاتے ہیں ایسے ہی نوشے ہمارے پاس آنے چاہیں، آگے اس بیوہدہ درخواست کا رد ہے کہیے) ہرگز نہیں (ہو سکتا کیونکہ نہ اس کی ضرورت اور نہ ان لوگوں کو اس کی لیاقت بالخصوص اسوجہ کے کہ اس درخواست کا بدبی بھی نہیں ہے کہ دل میں ان کے ارادہ ہو گا اگر ایسا ہو جاتا تباع کر لیں گے) بلکہ (سبب یہ ہے کہ) یوگ آفت (کے عذاب) سے نہیں ڈرتے (اس لئے حق کی طلب نہیں ہے اور یہ درخواستیں بغض ضماد و هرث و هرمی سے ہیں حق کی اگر یہ درخواستیں بالفرض پوری بھی ہو جاویں تب بھی یہ وگ ابتداء کریں (کتو تعالیٰ وَلَوْلَا نَأَتْلَى مَا يَعْلَمُونَ لَقَالَ اللَّهُ مَنْ يَنْهَا كھڑکیاں ایں ہلنا الا لاخیو میں) آگے بدلہ تجھ کے اسکارا دو اس پر زخم کے لئے جب اس درخواست کا بیوہدہ ہوتا شافت ہو گیا تو یہ) ہرگز نہیں (ہو سکتا بلکہ) یہ قرآن (ہی) تصحیح (کے لئے کافی) ہے، (دوسرے صیفوں کی حاجت نہیں) سو (اس حالت میں) جس کبھی چاہے اس سے فضیحت حاصل کرے (اور جس کبھی چاہے نہ کرے جبکہ میں جادے ہم کو کوئی ضرورت نہیں کہ مطابق تم کے نوشے نمازیں کریں اور (قرآن کے تذکرہ بھی ہوایت ہونے میں اس سے شکر نہ کیا جادے کہ بعدن لوگوں کو اس سے تذکرہ وہاں نہیں ہوتی، بات یہ ہے کہ قرآن کوئی نفس تذکرہ نہیں تکین) پہلوں خدا کے چاہے یہ یوگ تصحیح قبول نہیں ہوئیں (اور اس نہ چاہئے میں بعض حکمتیں ہیں تیکن قرآن فی نفس تذکرہ نہیں تکین) پہلوں خدا کے چاہے پس اس سے تذکرہ حاصل کرنا اور غدای ای اطاعت کر کر کوئکہ) وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہئے اور (وہی ہے) یو (بندوں کے گناہ) معات کرتا ہے (کتو تعالیٰ ای وَلَمْ يَكُنْ لِّلْقَوْمِ الْيَقِيْنُ وَلَمْ يَكُنْ لِّلْعَقْدُ قَرِيْبٌ)

معارف و مسائل

شُرَّةِ الْمُهَاجِرَةِ کرم کی ان سوروں میں سے ہے جو زوال قرآن کے بالکل ابتدائی ذور میں زوال ہو گی کہ اسی لئے بعض حضرات نے اس سورت کو سب سے پہلے نمازی ہو یا اسی سورت کی کہا ہے۔ اور دیاں صور مسرووف کی رو سے سب سے پہلے سورہ اقراء کی ابتدائی آیات نمازی ہوں۔ پھر کچھ مدت تک نمازی قرآن کا سلسہ لانہ رہا ہیں کونزان فترت وی کا کہا جاتا ہے اسی زمانہ فترت کے آخریں یہ واقعہ ہیں آیا کہ رسول اللہ صلواتہ اللہ علیہ وسلم کے مکرمہ میں کسی جگہ تشریف لیجا رہے تھے اور سے کچھ اکارائی تو اپنے آسمان کی طرف نظر اٹھائی

وکیلہ کار وہ بھی فرشتہ جو فارہار میں سورہ اور اکی آیات لیکر کیا تھا وہ ہی آسمان کے نیچے فضا، میں ایک معلق کری پڑھتا ہوا ہے۔ اس کو اس حال میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دبی طبعی رعایت ہیست کی کیفیت طاری پوچھی جو فارہار میں نزول افسوس کے وقت ہوئی تھی عنت سرودی اور کپکی کے احساس سے آپ گھر میں واپس تشریف لے گئے اور فرمایا وقت دونیں نسلوں میں مجھے ڈھانپو مجھے ڈھانپو۔ آپ کپڑوں میں پٹ کر لیتے گئے اس پر سورہ میر کی ابتدائی آیات نازل ہوئی کافی حدیث حمیمین۔ اسی نئے اس سورت میں آپ کو خطاب یا آنہاں الکریمؐ کے الفاظ سے کیا گیا، یعنی ذہن و شارے مشتق ہے جو ان زائد کیڑوں کو کہا جاتا ہے جو آدمی حام بیاس کے اور پرکی سردی دغیرہ کے دفع کرنے کے لئے استعمال کیا کرتا ہے اس لفظ سے خطاب ایک جیبانہ مشقناہ خطاب ہے جیسا کہ وقت میں بیان ہو چکا ہے لفظ هر قلن کے منتهی بھی اسی کے قریب ہیں۔ روح المعنی میں جابر بن زید تابعی سے مقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سورہ مدثر مُرِيز کے بعد نازل ہوئی ہے اور بعض حضرات نے یہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے بھی نقش کی ہے مگر حمیمین کی جو روایت اپنے نقل کی گئی ہے اسیں اس کی تصریح ہے کہ سب سے پہلے سورہ مدثر نازل ہوئی (اور مراد یہ ہے کہ فترت دھی کے بعد سب سے پہلے یہ سورت نازل ہوئی)، اگر مژمل کا نزول اس سے پہلے ہوا ہے تو حضرت جابر بن عبد اللہ راوی حدیث اس کو بیان کرتے۔ اور یہ نظر ہر چیز کے لفظ مُرِيز اور مُرِيز دنوں تقریباً ہم منہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی واقعہ میں ان دونوں کا نزول ہو اور وہ واقعہ بھی جریئہ میں کوآسمان کے نیچے کریں پر بیٹھ دیکھتے کہ اور آپ کا گھر میں واپس ہو کر پرکشیں پڑت جائیں گے اور جانہ ہے کہ سورہ مژمل اور مدثر کی ابتدائی ایسیں فترت دھی کے بعد سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات ہیں ان دونوں میں کون مقدم اور کون موقر اور یہ دونوں سورتیں اگرچہ متقابل نہ مانیں ایک ہی واقعہ میں نازل ہوئی ہیں لگر فرق دنوں میں یہ کہ سورہ مژمل کے شروع میں جو حکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیجئے گئے ہیں ان میں اپنے ذاتی شخصی اصلاح سے متعلق ہیں۔ اور سورہ مدثر کے شروع میں جو حکام دینے گئے ہیں انکا قابلیت زیادہ تر دعوت و تبلیغ اور اصلاح حقیقت ہے۔ سورہ مدثر میں سب سے پہلا حکم آپ کو یہ دیا گیا ہے کہ فرانڈیں بینی کھڑے ہو جائیں اسکے منتهی حقیقتی قیام کے بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ کپڑوں میں پٹ کر لیتے گئے ہیں اسکو چھوڑ کر کھڑے ہو جائیے اور یہ بھی بھی یہ نہیں کہ حکام کے لئے مستعد اور تیار ہونا ہو اور طلب یہ ہو کہ اب آپ نہیں کہ خلوت خدا کی اصلاح کی خدمت نہیں کیتے۔ فائدہ، آذار سے مشتق ہے جس کے منہڈوں کے میں مگر ایسا درانہ جو شفقت و محبت پرستی ہوتا ہے بیسے باپ اپنے بچے کو سانپ پکھو اور اگ سے ڈرانا ہے انبیاء کی بھی شان ہوئی ہے اصلیہ ان کا القیب نہیں اور بیشتر ہوتا ہے نہیں کے منتهی شفقت و محبت دی کی پناہ پر مضر چڑیوں سے ڈرانے والا

اور بیشتر کے صحنی خوش خبری میں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دونوں ہی اقت قرآن کریم میں جا بجا مذکور ہیں جو اس جگہ صرف آذار کے ذکر کرتا تھا لیکن کیا کہ اس وقت تو من مسلمان تو گھنے پنچھی تھے تھا جسے بے شکرین دکھارتے جو کسی بشارت کے سبق نہیں بلکہ درانی ہی کے سبق تھے۔

دھوکہ حکم یہ دیا گیا کہ درنے کی وجہ سے صرف اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے توں سے بھی ہلکے بھی، افضل اسی طبق اسی اختیار کیا کیا کہ یہ خود علات اس عکس کی سمجھ کر جو سارے جہاں کا پائیتے والا ہے صرف وہی ہر احتراست اس عکس اسی اختیار کیا کیا کہ یہ خود علات اس عکس کی سمجھ کر جو سارے جہاں کا پائیتے والا ہے صرف وہی ہر بڑائی اور برائی کا سبق ہے تجھی کے غلی میں اشہد اکبر کہنے کے سبق اسی کی تکمیل تھی اور دوسری تکمیل کی داخل ہیں اور خارج میاں بھی اذان اقامۃ و غیرہ کی تکمیل میں شامل ہے۔ اس عکس کی تکمیل کے سبق تھی تھی کیا تھا فضوص قرار دیتے کا الفاظ قرآن میں کوئی اشارہ نہیں۔

تیسرا حکم یہ دیا گیا کہ تباہی قطعہ، ثیاب و ٹوب کی جمع ہے اس کے مالی اور حقیقی معنے پڑتے کے ہیں اور بھاگزی طور پر عکل کو بھی ٹوب اور بیاس کیا جاتا ہے، تلب اور لفڑی کو بھی اور عشق اور دوسری کو بھی۔ انسان کا حکم کو بھی بیاس سے تبیر کیا جاتا ہے جس کے شواہد قرآن اور معاورات عرب ہیں بکثرت ہیں۔ اس آیت میں حضرات منترين سے بھی معاول متفق ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی فضاد اور اختلاف نہیں۔ بطور عجم بھاگ کے گلوں افغان سے بھی معاول متفق ہیں تو کوئی بعد نہیں، اور منہنے اس عکس کے یہ ہو چکے کہ اپنے کپڑوں اور چمکوں فراہم کیا ہے کہ اپنے کپڑوں سے پاک کر کریں تلب اور لفڑی کو باطل عقاید و خیالات سے اور اخلاقی رذیل سے پاک رکھتے۔ پاچا ساری تہذیب کو ٹھوکنی سے نیچے نکالتے کی مانافت ہیں اس سے ستفادہ ہوئی ہے کہ کوئی کوئی شیخ نکلے ہوئے کپڑوں کا کوہہ ہو جانا بعدی تین تقطیر ٹوب کے حکم میں یہ بھی ایک کپڑوں کا استعمال اس طبق کر و کہ نجاست سے ڈور ہیں۔ اور پاک کر کریں تلب اور لفڑی کی دابل ہے کہ وہ مال حرام سے نہ بناۓ جائیں کی ایسی دفع و ہیست کے نہ بناۓ تمام حالات میں حام ہے اسی لئے فتحار نے فرمایا ہے کہ غیر حالت نماز میں بھی بیکری ضرورت کے حکم کو ناپاک کھانا تامحالات میں اسی لئے فتحار نے فرمایا ہے کہ غیر حالت نماز میں بھی بیکری ضرورت کے اوقات شستی ہیں (از نظری) اشتراکی طور پر بھی رکھنا یا ناپاک چکنیں پیٹھے رہنا چاہر نہیں، ضرورت کے اوقات شستی ہیں (از نظری) کو نصف ایمان تراویہ سے اسلام مسلمان کو ہر جا میں اپنے جسم اور سکان اور بیاس کی ظاہری طہارت کا بھی اہتمام رکھنا ضروری ہے اور تلب کی باطنی طہارت کا بھی۔ واللہ عالم چوہا حکم یہ دیا گیا کہ التحریف تحریف، تجزیع یعنی الراء کو پس بادوں کے ایک ہی منہے ہیں۔ امّہ تفسیر مجاہد بکر رہ، قتادہ، زہری، ابن زید وغیرہ نے اس بندگی بزر کے سبق بتوں کے قرار دیئے ہیں اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت میں اس سے مزاد ہرگناہ اور حیثیت متفق ہے۔ منہنے آیت کے یہ ایں کہ بتوں کو یا کناہ و حیثیت کو چھوڑ دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبھر ہی سب کو چھوڑے ہوئے تھے اپنے پہکا

علم کرنے کے منے ہیں اکائندہ بھی ان بیرونی سے دوپیں اور حقیقت یہ حکم امت کے لئے تعلیم ہے جو عایت تاکید کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلط کر کے دیا گیا ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ جب سچے مقصود کو سمجھی اسکا حکم ہے تو ہم اسکا کیسا اہتمام کرنا چاہیے۔

پانچواں حکم و لا تعنی تسلیمان یعنی کسی شخص پر احسان اس نیت سے نہ بھیجے کہ جو کچھ اس کو دیا ہے اس سے زیادہ وصول ہو جائیگا، اس سے عالم ہوا کسی شخص کو ہر تجھے اس نیت سے دینا کہ وہ اسکے معاوضہ میں اس سے زیادہ دیکھایہ مذکورہ ہے۔ قرآن کی دوسری آیت سے اگرچہ اسکا جواز عام لوگوں کے لئے معلوم ہوتا ہے مگر وہ بھی کراہ است کے خالی نہیں اور شرطیانہ اخلاق کے منافی ہے۔ خصوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو اس کو حرام قرار دیا گیا (قالا ابن عباس)

چھٹا حکم طلاق تباہ فاضل اس صبر کے فعلی منے اپنے نفس کو درکشے اور قابویں رکھنے کے لئے اسلامی صبر کے مفہوم میں یہ سمجھی داخل ہے کہ اشر تعالیٰ کے احکام کی پابندی پر اپنے نفس کو حرام رکھے اور یہ سمجھی داخل ہے کہ اشرکی حرام کی ہوئی جیزوں سے نفس کو درکشے اور صائب اور تکلیفت میں اپنے اختیار کی حوصلہ جزو اور ادھر کیات سے بچے اسلئے یہ حکم ایک جامع حکم ہے جو تنہ یا اپنے نیں کوشالیں اس موقع پر اس حکم کی مخصوصیت حاصل ہے اسلئے سمجھی ہو کر اپر کی آیات میں اپ کو حکم دیا گیا ہے کہ عالم خلق خدا تعالیٰ کو دین ہوتی طرف دعوت و رسکو شرک اور معاصی سے روکیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس کے تجھے میں ہوتے ہے لوگ مختلف دعویٰت دعوت و رسکو شرک اور معاصی سے آتادہ ہو جائیں گے اسلئے ذاتی حق کو صبر و ضبط کا خواہ دننا چاہیے۔ یہ چند احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کے بعد قیامت اور اس کے ہو ہونا ہنگامہ ذکر ہے۔ ناقور کے سند سورہ کے ہیں اور ناقر سے مراد صورہ میں پھوٹک ماکر آزاد اسکا لئے ہیں۔ اور روز قیامت کا سمجھی کفار کے لئے سخت دشیدہ ہونا بیان فرمائے کے بعد ایک خاص شرک کافر کے حالات اور اسے مدد پر شدید کا بیان ہے۔

ایک آخری کا ادنیٰ یہ کافر و لیدین مخفہ ہے جس کو اشر تعالیٰ نے نیاکی مال و دد دلات اور اولاد فرادان کے ایک کروکٹیاں سالانہ ساختہ دی تھی، یقول ابن عباس اس کی زمین جانبداد باغات کرے طائفت تک پھیلے ہوئے تھے، اور یقول ثوبی اس کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ دینار تھی۔ بعض نے اس سے کہ سمجھی تبلایا ہے اتنا سب کے زدیک سلم ہے کہ اسکے کیست اور باغات کی آمدنی اور پیداوار سال پھر سردی گری کی ہر روم میں سلس اور ہری تھی قرآن کریم میں اسی کو فرمایا ہے وجھات لئے نالا مدد اور اور یہ عکس سردار ناجانا تھا۔ لوگوں میں اسکا قلب رنجانہ قریش مہاجر تھا جو اپنے آپ کو بطور فخر و سمجھ کر دیتا بن الوجید یعنی یکتا کا بیان کیا تھا کہ ترا عماکر نہ قوم میں سیری کوئی نظر ہے نہ میرے باپ مخیرہ کی (قرطی) مگر اس ظالم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور قرآن کو کلام اہلی یقین کر لیئے کے باوجود اس نے جھوٹی بات

بنائی اور قرآن کو سحر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کیا۔ اسکا واقعہ تفسیر قرطی میں یہ بیان کیا ہے کہ جب قرآن کی آیت حجۃ تذیل اکیشین اللہ علیہ الرحمۃ العلیم سے الیہ المُهِبِ تک تازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مادوت کر ہے تھے وہی بن مثیرہ نے یہ قرأت مخفی تو بیان کیتے کہ کلام اپنی مخفی اور دیہ کہتے پر مجہد ہو گیا کہ، واللہ لدت سمعت منہ کلاماً ما ماهون کلام
الاپنے کلام مکلامہ راجحت دان لحلائق د
ان علیہ لطلاوة وران اعلماء العلیم وران اعلاء
لغدق وانه لیعلو ولا یفیظ علیه وما یقول
یہ بشر کا کام فیض میں ہے۔
ہذا ابشار

عرب کے سب سے بڑے والد اس رہا رکا ایسا کہنا تھا کہ پورے قریش میں اسے ایک زلزلہ الدنیا اور وہ ب اسلام دایاں کی طرف بھکنے لگے، قریش کے کافر سرداروں کو تکریبی اور بھی ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ ابو جہل نے کہا کہ تکریب کرو میں ابھی جاتا ہوں اس کو شعیک کر دنگا۔

ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کام کالہ ابو جہل ولید بن مغیرہ کے پاس ٹکنیں صورت بنا کر پہنچا (اور قصد ایسی بات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی جس پر دیکھ کر غصہ آجاؤ سے) ولید نے اس سے پوچھا کہ کیا یا تم غلین مخالفت پر دو توں کا اتفاق نظر آتھے ہوا ابو جہل نے کہا کہ غلین کیسے نہ ہوں یہ سارے بامہ چنہ کر کے تجھے مال دیتے ہیں کہ تو اب پوچھا ہو گیا ہے تیری مدد کرنا چاہیے مگر اب ان کو معلوم ہوا کہ تم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابن ابی حماد (ابو بکر رضی) کے پاس اسلام جاتے ہو تو کہ تھیں کچھ کہانے پیش کو مل جاؤ اسے اور ان کی خوشاد میں لٹکے کلام کی ٹھیکیں و تعریف کرتے ہو (ظاہر یہ ہے کہ قریش کا چندہ کر کے وہی جو کہ جھوٹ کافر کام خوفزدہ کو غصہ والا نے کہ لئے بولا گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کی چیزیں لینا تو جھوٹ کافر کی خوفزدہ کو غصہ کی انتہا نہ رہی اور اسکے نتیجے میں اس پر اپنے تکبر و تعلی کا جنون سوار ہو گیا کہنے لگا کہ میں غل نہ اور اسکے ساتھیوں کے لکڑوں کا محتاج ہوں، کیا تم کو میرے مال دد دلات کی کثرت معلوم نہیں۔ قسم ہے مال دد اور غریبی کی (دہتوں کا کام ہوں) میں اسکا ہرگز محتاج نہیں۔ البتہ تم لوگ جو یہ کہتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جنون ہی یہ بات اسی غلط ہے اسکا کوئی یقین نہیں کہ اس کا یام میں کسی نے ان کو کہی مجھوں نہ کام کر تے دیکھا اور بھل نے افرار کی لار لار لار، یعنی والشیم کے کوئی ایسا کام ان کا نہیں دیکھا، پھر ولید نے کہا تم لوگ انکو شاہزادہ ہو کیا تم نے ان کو کہی شعر کہتے ہوئے سناتا ہے (ایسی غلط بات کہنا اپنے آپ کو تو دو کرنا ہے) ابو جہل فیاض سر جی بھی اسی تھی اور کہا لا واللہ۔ پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو کتابت کہتے ہو تو بلاد کو تم نے عمر سہر میں سمجھی ان کی کہی بات کو جھوٹا پایا ہے۔ اس پر سمجھی ابو جہل کو ہی افرار کرتا پڑا لا واللہ، پھر ولید نے کہا کہ تم لوگ ان کو کہا ہو کہتے ہو تو کیا تم نے کہی ان کے ایسے حالات اور کلامات دیکھے ہوئے ہیں جو کہاںوں کے ہو کر تے ہیں۔ ہم کا ہون لکی ہاتوں

کو اپنی طرح پہچانتے ہیں، ان کا کلام کہانت نہیں ہو سکتا، اس پر بھی ابو جہل کوئی اقرار کرنا پڑا لاؤالله اور پورے قریشیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحدِ امداد کے لقب سے معرفت تھے اب ابو جہل پستان سب بہتانوں سے تو دستبردار ہو گیا، فکر کریں کہ کافر کیا کہ کرو گوں کو اسلام سے روکا جائے اس نے خود ولید بنی کو خطاب کر کے کہا کہ پھر تم ہی بتلاو کہ ان کو کیا کہا جائے، اس پر اسے پہلے تو اپنے دل میں سوچا پھر ابو جہل کی طرف نظر اٹھای پھر خود بارہ جس سے غفرت کا افہار ہو ادا آخیزیں پہنچنے لگیں اکان کوئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیرون، شاعر کا ہے، کہ اب تو پکنے نہیں کہا جاسکتا، ہاں ان کو سارے ہو تو بات چل جائے گی۔ یہ بخت خوب جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کمی نہیں اور دل آپکے کلام کو ساروں کا کلام کہا جاسکتا ہے مگر اس نے بات بنائی ہی میں صورت خجور کی کہ آپکے کلام کے اشارے بھی ایسے ہوتے ہیں میں سے ساروں کے کیونکہ میں یہی علی میں میاں ہی ہی، جماں بھائی میں تحریر اور غفرتِ مذالیتیتے تھے (معاذ اللہ) آپکے کلام کا بھی بھی اثر ہے کہ جمیں لے آتے ہے اپنے کافر مان بات اور عزیز مول سے مشترک ہو جاتا ہے۔ اس کے اس واقعہ کے آخری اجزاء ہی کو قرآن کریم نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے ایک دن وکر رکھنے کے نقطیں کیفیتِ قل و رُكْنِ قلیلِ عَلِیٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَثِرَةِ لَهُ زَوْجُ اُبَرْزَادِ اشْكَلَةِ قَفَالِ رَبِّ الْأَلْسُونِ وَرَبِّ الْأَلْفَوْنِ الْبَشَرِ اسیں قتل تعریف شئیق کو جس کے ناظمِ سنتے تجویز کرنے کے میں مراد اس سے یہ ہے کہ اس کی بخت نے حضورِ اللہ علیہ وسلم کی بخشش و رسالت پر لقین کا مل ہو جاتے کے باوجود غصہ اور غیرت سے خوب ہو کر من افت کرنا تو قل کریں اگر صفات جھوٹ بولنے کے پر بھر کرنا چاہتا تھا کہ اپنی رسمیت ہو اس لئے بہت نوکر کر کے تجویزِ حمال کیاں کو سارا اس پناہ کر کے آپکے کلام اور تعریف سے بای پہنچ جائی بھائی میں تفریق ہو جاتی ہے جیسے جادو سے ہوتی ہے اسی تقدیر و تجویزِ حق تھا نے اس پر مکرا صحت قرآن میں فرمائی فَقُلْ كَيْفَيْتَ مَنْ لَهُ زَوْجُ قلْلِ حَلَقَتْ قَلْرَبَهُ

جموٹ کے فارا بھی پر بھر کرتے تھے اور حکیم کی قریشی طراویہ بھی فارا فیار اور طرح طرح کے معاصی و فواحش میں گرفتار تھے مگر جموٹ ایک ایسا عیب ہے کہ کفار بھی اس سے بھاگتے تھے۔ ابوسفیان کا واقعہ قبل ازاں اسلام جو دربارِ قصرِ درمیں پیش آیا، اس سے بھی یہی جعلیہ ہوا کہ توگ آنحضرتِ ہبیل اللہ علیہ وسلم نے خلافت میں پنی جان اور اولاد تک کو قربان کرنے کے لئے تیار تھے مگر ایسا جھوٹ بولنے کے لئے تیار نہیں تھے جس سے ان کو دنیا میں جھوٹا کہا جاتے۔ انہوں ہے کہ اس مکوس ترقی کے زمانے میں یہ عیب ہی نہیں رہا بلکہ سب سے بڑا سرخونگیا اور کفا فیکر ہی نہیں نیک دینِ اسلام کے دلوں سے بھی اسی فخرتِ علی گئی بنتے تکان جھوٹ بولنے اور بولوں کو فرنگ کے ساتھ بیان کرتے ہیں (نحوہ بالشہرست)

ادلا دکا اپنے پاس موجود ولید بن مغیرہ پر اشتراط تھے جو دنیا میں اعمالاتِ مبذول فڑیتے تھے ان میں ایک ہے یعنی فرمایا ہے کہ بینین شہزادہ ایسی اولاد حاضر موجود۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسا اولاد کا پیدا ہونا اور اسکا باتی بہنا انشا اللہ تعالیٰ کے اعمالات میں اسی طرح اولاد کا اپنے پاس حاضر موجود ہونا

بھی ایک بڑا اعماں ہے جو والدین کے لئے آنکھوں کی نہضت کو اور قلب کے سکون کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اُن کی حاضری سے اپنی خدمت اور کاروبار میں امام کا فائدہ مزید برآں ہے۔ اس مکوس ترقی نے جو یہ زمانہ کر رہا ہے صرف سونے چاندی کے سکون بلکہ ان سکون کے اقرار نہیں (فوتوں) کا نام میں دکارام رکھ لیا ہے جس کے لئے والدین بڑے غور سے اولاد کو دوسرے ملکوں میں پھیلکر تھے ایس پر خوش ہوتے ہیں کہ اگرچہ سالہ سال بلکہ بڑے بھرہ اولاد کی صورت بھی نہ دکھیں مگر ان کی بڑی خواہ اور اندھی کی خبران کے کافوں تک پہنچتی ہے اور ایسا خبر کے ذریعہ اپنی بارہ بی میں اپنی تری ثابت کرتے رہیں جملوں ہوتا ہے کہ لوگ آرام و راحت کے خود میں بھی بے خبر رہ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بھلائے کا ہی تجھ ہنزا پا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو یعنی اپنے اہلی آرام و راحت کو بھی بھول جائے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا نَسْمَةُ اللَّهِ فَإِنَّهُ لِلْعَصْمٍ

فَمَا يَعْلَمُ مُجْنَدُ الرَّبِّ فَإِنَّهُ لِلْعَصْمٍ تھے متفاہ نے فرمایا کہ جواب ابو جہل کے کلام کا ہے اسے جب یہ آیت بھی کہ جنم کے خازن اُبیل فرشتے ہیں تو قریشی جوانوں کو خطاب کر کے کہنے لگا کہ تم کے ساتھی تو فرقا اُبیل میں اسی تھیں کیا تھر ہے کمی ہے۔ اور بھی نے سردی سے نسل بھا پہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی علیہا تسعۃ عکس تھا ایک بیووہ کافر و قریشی بیوں کو بولالا میں کہا جاتا تھا بول احمد کا قے قدم تھیں کچھ فراہ کو۔ ان اُبیل کے لئے تو میں ایک لامکا فی ہوں میں اپنے دہنے پاڑے دس کو اور بیان بازو سے تو کو دفع کر کے ان اُبیل کا خاتمہ کر دیجگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ احمد، اول تو فرشتہ ایک بھی سب کے لئے کافی ہے اور اُبیل کا عدد جو یہاں تباہی کیا ہے ایک ان فرشتوں کے بڑوں اور ذریعہ داروں کا عدد ہے ان میں سے ہر ایک کے ماتحت خدا کی خدمات اور کفاہ و خوار کو مذاب دینے کے لئے اعتماد فرشتہ مقرر ہیں جن کا عدد انشد کے حاکمیتی نہیں جانتا اسکے قیامت اور احوال قیامت کا ذکر ہے ایسی فرمایا ایک ایک حدیثی الکتھر، ائمہ کی ضمیر ستر کی طرف راجح ہے جو جنکا ذکر اور کی ایات میں آیا ہے۔ مگر بختم کاف و فتح بارگری کی جس ہے یہ صفت ہے داہمیت یا صحبتی کی، مخفی آیت کے یہ ہوئے کہ یہ سفر یعنی جنم جس میں ان کو داخل کیا جائے گا بڑی بڑی آفتوں اور مصیتوں میں ایک ہے اس کے علاوہ اور طرح طرح کے مذاب ہیں۔

لَمْ يَنْ هَذَا وَمَنْ كُمْ أَنْ يَقْدِمْ أَوْ يَمْكُمْ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ تقدم سے مراد تقدم الی الایمان والطااعة اور ساخت سے مراد ایمان و طاعات سے پیچھے ہٹنے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنم کے مذاب سے درانی جو اور کی آیت میں ہے یہ ہر ایک انسان کے لئے عام ہے پھر کوئی یہ درسن کر ایمان و طاعات کی طرف پیش قدمی کرنا ہو کوئی بھی سب اس کے باوجود پیچھے رہ جاتا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ لِمَنْ كَيْبَتْ رَهِيْدَةً لِمَنْ كَيْبَتْ الْمُبْتَنَى، رَهِيْدَةً كُلُّ نَفْسٍ هُوَ شَهِيْدٌ اسی طرف کوئی شخص ترقی کے پہلے ہیں کوئی پیچرہ نہ رکھ دے تو وہ اس سے اسکا جو محسوس دتفید ہونا ہے جس طرف کوئی شخص ترقی کے پہلے ہیں کوئی پیچرہ نہ رکھ دے تو وہ چیز ترقی خواہ کے قبضہ میں بڑی ہے۔ ماں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اسی طرح قیامت کے

رذہ بر لکھنے پتے گناہوں کے بیلے میں مجوس اور تعمیدہ رہ گیا مگر اصحاب الیمن اس حیثیت میں اور قید سے مستثنی ہو گئے۔

یہاں جس سے مراد ہجت میں مجوس ہونا ایسی ہو سکتا ہے جیسا کہ خلاصہ تفسیرہ نوریں یا یگیا ہے تو حصہ یہ ہو گئے کہ شرخی اپنے گناہوں کی سزا بھلکتے کے لئے ہجت میں مجوس رہے گا مگر اصحاب الیمن اس سے مستثنی ہو گے۔ اس سیاق سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اصحاب الیمن سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا قرض ادا کر دیا یعنی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے سب حقوق دینا میں ادا کروئے تھے یا اللہ تعالیٰ اور بندوں نے معاف کر دیئے وہ فرض اور قرض سب ادا کر چکے ان کے نفعوں کے نزدیک ہوئے کی کوئی وجہ نہیں، یقیناً قضاہ صاف و پیش ہے۔ اور اگر جس سے مراد حساب کتاب اور جنت دوسرے کے داخلہ سے پہنچ کر جگہ مجوس ہونا ہے تو اسکا مصالح یہ ہو گا کہ تمام نفعوں اپنے اپنے حساب کے لئے مجوس ہو گے جب تک حساب نہ ہو جائے کوئی کہیں نہ جائے گا۔ اس صورت میں اصحاب الیمن جو مستثنی کے لئے ان سے مراد یا قوہ مخصوص میں ہو سکتے ہیں جن کے ذمہ حساب نہیں، جیسے نایاب بچے کما ہو تو کرم اللہ وجہہ یا پھر وہ لوگ جن کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کے بہت سے لوگ حساب سے مستثنی ہو گئے جاویں تک وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور سورہ واقعہ میں جو حاضرین مشرکی ترقی میں بتا دی ہیں۔ ایک ساتھیں و مقربین، دوسرے اصحاب الیمن، تیسراً اصحاب الشان۔ یہاں مقربین کو بھی اصحاب الیمن میں شامل کر کے صرف اصحاب الیمن کے ذمہ کتنا یا کیا میں اس میں کے اعتبار سے تمام اصحاب الیمن کا حساب کے لئے مجوس ہونے سے استثنائی کی نہ سے ثابت نہیں یعنی پہلی تفسیر میں جس فی ہجت میں ہی کے ساتھ درست ہو گئے تھے۔ والحمد لله

فَمَا أَتَتُمْ عَنِ الْأَنْشَاءِ كُوْرَةً مَعْرُوفَةً، يَهَانِ تَذَكِّرَهُ مَرَادُ قرآنِ حکیمٍ پَرِّ کوئی مخفی یادِ لَهُ
وَالِّيْنَ يَرِكُّسُهُ اور قرآنِ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال اور اُس کی رحمت و غضب اور ثواب و عذاب کو یادِ لَهُ نے
میں بنے نظر ہے اور آخر میں فرمایا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یُعْلَمُ یعنی بلاشبہ قرآن تذکرہ ہے جبکہ تم نے چھوڑ رکھا ہے
قُنْوَرَهُ کے مخفی شیر کے بھی آئتے اور تیرہ آزادِ شکاری کے بھی اس جگہ صحاہر کرام سے دنوں منقول ہیں۔

فَوَآهَلُ الْأَنْقُوفِ وَآهَلُ الْمَعْقُوفِ، وَالْأَنْتَلِيَّةِ كَإِلَيْهِ تَقْوَىٰ یونایبر میں ہی کے صرف وہی اسکا
ستحق ہے کہ اُس سے ڈر جائے اور اُس کی نافرمانی سے بچ جائے اور اُس نظرت ہونے کا مطلب یہ ہے
کہ وہ ہی ایسی ذات ہے جو پڑے سے پڑے مجوم گناہ کار کو اُس کے سب گناہ جب چاہتے ہیں بخشیدتے ہیں
اور کسی کا یہ خوصلہ نہیں ہو سکتا۔

تمت سُورَةِ الْمَدْثُورِ حَمْدُ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ ۲۵ رَجَبِ ۱۹۹۷ء

اور اولیاً صلح ایک دوسری کی شفاعت کرتا اور قبول ہوتا ہے۔

فَإِنْ لَكَ [حضرت عبد العزیز] سودرنے فریاک اکارت میں اشتر کفرتے اور ایسا اور شہادت اسلام میں گناہ کاروں کی شفاعت کریں گے اور وہ ان کی شفاعت سے ہجوم میں جادیں گے جو ان چاروں کے مجرموں کے گناہ کاروں کو اپر کیا ہے یعنی جو خانہ زکوٰۃ کے تارک ہیں اور جو اپنی بالائی نثار کی خلاف اسلام با توں میں شرک رہتے ہیں اور جو قیامت کا انکار کرتے ہیں اس سے مسلم ہوتا ہے کہ بنی نزار اور تارک زکوٰۃ کے لئے شفاعت قبول نہیں ہو گی۔

مگر درسری روایات سے صحیح یہ مسلم ہوتا ہے کہ آیت میں جو لوگوں کی شفاعت قبول نہ ہونا کہ کوئی ہے وہ مراد ہیں جو ان چاروں جرم کے جرم ہوں جن میں گناہ کے علاوہ الگ الگ دوسرے جرم کرنے والے کی یہ سزا ہونا ضروری نہیں مگر بعض روایات حدیث میں خاص خاص گناہوں کے ملکب کے متعلق بھی آیا ہے کہ وہ شفاعت سے جرم رہے گا جیسے حدیث میں کہ جو شخص شفاعت کے حق ہوئے ہی کا شکر ہو یا حرم کو شکر کو جو دو کا سکا شفاعت اور حوض کو تریں کوئی حصہ نہیں۔

فَمَا أَتَتُمْ عَنِ الْأَنْشَاءِ كُوْرَةً مَعْرُوفَةً، یہاں تذکرہ سے مراد قرآنِ حکیم پر کوئی مخفی یادِ لَهُ

وَالِّيْنَ يَرِكُّسُهُ اور قرآنِ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال اور اُس کی رحمت و غضب اور ثواب و عذاب کو یادِ لَهُ نے
میں بنے نظر ہے اور آخر میں فرمایا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یُعْلَمُ یعنی بلاشبہ قرآن تذکرہ ہے جبکہ تم نے چھوڑ رکھا ہے

قُنْوَرَهُ کے مخفی شیر کے بھی آئتے اور تیرہ آزادِ شکاری کے بھی اس جگہ صحاہر کرام سے دنوں منقول ہیں۔

فَوَآهَلُ الْأَنْقُوفِ وَآهَلُ الْمَعْقُوفِ، وَالْأَنْتَلِيَّةِ كَإِلَيْهِ تَقْوَىٰ یونایبر میں ہی کے صرف وہی اسکا
ستحق ہے کہ اُس سے ڈر جائے اور اُس کی نافرمانی سے بچ جائے اور اُس نظرت ہونے کا مطلب یہ ہے
کہ وہ ہی ایسی ذات ہے جو پڑے سے پڑے مجوم گناہ کار کو اُس کے سب گناہ جب چاہتے ہیں بخشیدتے ہیں
اور کسی کا یہ خوصلہ نہیں ہو سکتا۔